اردو ڈرامہ کی ابتدا و ارتقا

Teaching Lecture

Subject : Urdu
Class : B.A. (Hons.) I
Topic : Urdu Drama ki ibteda w irteqa
Author : Dr. Fatahullah Quadri
Lecture Series No. : 20

اردو ڈرامہ کے اولین نقوش کے متعلق ناقدین کی رائیں آپس میں متضاد ہیں۔ چنانچہ ڈاکٹر عبدالعلیم نامی کی تحقیق کے مطابق پرتگالی قوم اردو ڈرامہ کے بانی ہیں۔ جنہوں نے عیسائیت کی تبلیغ کے لئے گرجا گھروں میں ڈرامے کے مظاہرے کے لئے اسٹیج کا اہتمام کیا۔ لیکن ایک دوسرے ناقد عشرت رحمانی ڈاکٹر عبدالعلیمؔ کے اس دعوے کو بالکل بے بنیاد اور غلط قرار دیتے ہیں اور اردو کا رشتہ قدیم سنسکرت اور ہندی ڈرامے سے جوڑتے ہیں۔ چنانچہ بھانڈوں کی نقلوں، شیولنگ، رام لیلا، کٹھ پتلیوں، نوٹنکی، اسلامی نظمیں اور قدیم روایات وغیرہ اسی سلسلے کی ایک کڑی ہیں۔ ان تحقیقی موشگافیوں سے قطع نظر ہم کہہ سکتے ہیں کہ اردو ڈرامے کی ابتداء اودھ شاہی اسٹیج کی ہی رہین منت ہیں۔ چنانچہ اب تک کی تحقیق کے مطابق واجد علی شاہؔ نے رام لیلا کی محفلوں سے متاثر ہو کر ''رادھا اور کنہیا'' کے نام سے پہلا اردو ڈرامہ لکھا۔

''لیکن عبدالعلیم نامیؔ کہتے ہیں کہ پرتگالیوں نے اپنے مذہب کی تبلیغ کے لئے'' تماشے'' کے نام سے ایک سلسلہ شروع کیا تھا۔ پھر انگریزوں نے ۱۷۵۰ء میں ممبئ تھیٹر کی بنیاد ڈالی۔ ۱۸۰۶ء میں یہ تھیٹر بھی بند ہوگیا۔ لیکن ۱۸۴۶ء میں جگنا تھ سیٹھؔ نام کے ایک شخص نے ممبئ میں ہی ایک نئے تھیٹر کا اجرا کیا۔ ۲۶ رنومبر ۱۸۵۲ء کو ڈاکٹر لا ڈلےؔ نے'' راجہ گوپی چندؔ اور جالندھرؔ'' کے عنوان سے ایک تماشہ تھیٹر میں دکھایا۔ اس کے بعد اردو تھیٹر کو آگے بڑھانے میں پارسیوں نے خوب حصہ لیا۔ ان لوگوں نے فروری ۱۸۵۴ء کو'' نیم حکیم'' اور'' قتل عام'' کے عنوان سے اردو ڈرامہ ممبئ میں اسٹیج کیا۔

انیسویں صدی کی آخری دہائی میں اردو ڈارامے نے ایک نئی کروٹ لی اور ترقی کے کچھ نئے امکانات پیدا ہوئے، اسی دور میں ڈرامہ نگاروں میں سید مہدی حسین، احسن لکھنوی، پنڈت نرائن پرشاد بیتاب اور نشتر لکھنوی وغیرہ خاص طور سے اہمیت کے حامل ہیں، ان ڈرامہ نگاروں نے ترجمے کی جانب توجہ دی اور خاص طور سے شیکسپیر کے ڈراموں کو سلیس اور شستہ اردو میں ترجمہ کیا گیا،'' بھول بھلیاں''،'' گلناز''،'' فیروز''، خون ناحق'' اور'' شریف بدمعاش''، وغیرہ ڈراموں کے ذریعہ احسن لکھنوی نے روایت سے کسی قدر بغاوت کی کوشش کی اور اس میں کامیاب بھی ہوئے، ٹھیک یہی زمانہ آغا حشر کشمیری کا بھی ہے۔

آغا حشر کشمیری اپنے زمانے کے سب سے بڑے ڈرامہ نگار تھے اور وہ اردو ڈرامہ میں سنگ میل کی حیثیت رکھتے تھے، انھوں نے فنی اعتبار سے ڈرامے کو نئی فنی منزلوں سے آشنا کیا، انھوں نے متعدد ڈرامے لکھے، مثلاً: ''اسیر حرص''، ''ترکی حور''، ''خوبصورت بلا''، ''سفید خون''، ''رستم وسہراب'' اور ''دل کی پیاس'' وغیرہ اب تک اردو میں المیہ ڈرامے نہیں لکھے گئے تھے، آغا حشر نے ''رستم وسہراب'' کی داستان پر مبنی المیہ ڈرامہ لکھا، ان کے ڈرامے کے نثر و نظم کے فقرے اور اشعار میں بے حد خطیبانہ قوت تھی، یہ خطابت جہاں حشر کے ڈرامے کی خوبی تھی، وہیں کمزوری بھی تھی، فن کی ادبیت اور زبان کی چاشنی اپنی جگہ مسلم ہے، لیکن شعر کو ایکشن پر ترجیح دینا ڈرامہ نگاری کے تقاضوں کے خلاف ہے۔

اسی دور میں بعض گیر ملکی زبان کے ڈرامے اردو زبان میں ترجمے کئے گئے، ان مترجموں میں شوق قدوائی، ظفر علی خان، تفضل حسین نصیر، جوالا پرشاد برق اور منشی نورالہٰی وغیرہ کے نام قابل ذکر ہیں، غیر ملکی ڈراموں کے تراجم سے نہ صرف یہ کہ اہل اردو کو غیر ملکی ڈرامے سے واقفیت ہوئی، بلکہ اردو ڈرامہ نگاروں کو سیکھنے اور اپنے ڈراموں کا معیار بلند کرنے کا موقع ملا، خالص تفریح سے قطع نظر اس دور میں بعض ایسے ڈرامے بھی لکھے گئے ہیں، جن کے پس پردہ سیاسی اور سماجی محرکات بھی کارفرما تھے۔

دور جدید کے ابتدائی ڈرامہ نگاروں میں امتیاز علی تاج اور ڈاکٹر عبد حسین سب سے ممتاز درجہ رکھتے ہیں۔ امتیاز علی تاج نے اپنا شاہکار ڈراما ''انارکلی'' لکھ کر اردو ڈرامے کو ایک نئے افق سے آشنا کیا۔ یہ اردو کا پہلا کامیاب ڈرامہ ہے۔ متنوع خصوصیات کی بنا پر اس کی حیثیت سنگ میل کی ہے۔

ڈاکٹر عابد حسین کا ڈرامہ ''پردہ غفلت'' بھی بہت مشہور ہوا۔ اس میں زمیندار طبقے اور مسلم معاشرہ کے مختلف کردار کو نہایت اخلاص کے ساتھ پیش کرنے کی کامیاب کوشش کی گئی۔ اس ڈرامہ نگاروں کے علاوہ اشتیاق حسین قریشی، محمد مجیب، عصمت چغتائی، کرنا سنگھ، گل فضل الرحمٰن، خواجہ احمد عباس، اوپندر ناتھ اشک، سعادت حسین منٹو، حبیب تنویر، باتو قدسیہ محمد حسن، عشرت رحمانی، اختر اورینوی اور احمد ندیم قاسمی وغیرہ نے اپنے اپنے ڈراموں کے ذریعہ اردو ڈرامے کو نت نئی بلندیوں اور منزلوں سے ہم کنار کیا اور دور حاضر بھی نئے نئے ڈرامہ نگار اس قافلے ہوتے جا رہے ہیں اور اردو ڈرامے کا یہ کارواں پورے فنی آب و تاب کے ساتھ ترقی کی نئی منزلوں کی تلاش میں رواں دواں ہے۔ ان جدید فنکاروں کے ڈرامے اپنے نقطہ نظر اور مقصدیت کے اعتبار سے اردو ڈرامے کے عصری تقاضوں اور سماجی ضرورتوں کے تابع ہونے کا بین ثبوت ہیں۔

❁❁❁❁❁❁❁❁